© rasailojaraid.com

Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.103, 2016 pp 121 - 125

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، اپریل۔ جون ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۳

کلام/ڈسکورس: بنیادی مباحث

ڈاکٹر اعجاز☆

Abstract:

This paper seeks to study a new termdiscourse analysis introduced in Urdu as kalaam/Mahzar/Guftaman. Discourse analysis is basically a new area of linguistic study .There has been much in-depth linguistic study of the sentence but language is much more than isolated sounds, words or sentences. Discourse analysis studies the characteristics of the text. It studies the use of language in social context such as conversations, storytelling, and writing for different purposes. The paper argues briefly the concept of discourse or kalaam and its various aspects and its use in Urdu language.

Key Word: Discourse, Linguistics, Sentences, Social Context, Urdu.

لسانیات کے علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی افادیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ چناں چہ لسانیاتی نظریات وتصورات اور لسانی مطالعہ سے برآمد شدہ نتائج کا اطلاق زبان کے دوسرے شعبوں میں بھی عام ہے۔ اس طرح لسانیات کے مختلف شعبے وجود میں آئے۔ جملوں کے لسانیاتی مطالعہ کے دوران زبان کے ایسے اوصاف سامنے آتے ہیں جن کے ذریعے زبان کی خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ جدید دور میں ایک نئی اصطلاح جو لسانیات اور نفسیاتی تحقیق سے تعلق رکھتی ہے، اس نے فروغ پایا ہے جو متن کی خصوصیات کے مطالعہ میں مددگار رہے۔ ابتدائی تجزیہ یہ واضح کرتا ہے کہ کلام یا ڈسکورس کی اصطلاح گفتگو یا بول چال کے لیے استعمال ہوتی تھی اور متن کی اصطلاح تحریری کام کے لیے، لیکن اب یہ دونوں اصطلاحات باہم مترادف ہیں۔ ڈاکٹر علمدار حسین بخاری لکھتے ہیں:

☆ پی ایچ ڈی اسکالر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''ابھی چند برس قبل ہمارے ہاں ڈسکورس(Discourse) کی اصطلاح استعمال ہونے لگی ہے۔اسے جدید ماہرین لسانیات کے زیر اثر حسب معمول پہلے حیرت اور دلچسپی سے دیکھا سنا گیا اور پھر آہستہ آہستہ یہ نامانوس لفظ ہماری زبان پر چڑھنے لگا۔اس کے بارے میں جو معنوی موشگافیاں کی گئی تھیں ان کے پیش نظر بالآخر یہ قرار دیا گیا کہ اس کا کوئی متبادل لفظ ہماری زبان میں موجود نہیں،اس لیے دیگر ان گنت الفاظ واصلاحات کی مانند اسے بھی اس کی اصل شکل میں اپنا لیا جائے۔خود مغرب میں بھی یہ اصطلاح موجودہ معنی میں بیسویں صدی کے نصف اول میں استعمال ہونے لگی تھی۔(۱)

سماجی لسانیات کے ماہرین(Sociolinguists) نے بول چال کے حامل کلام کا غیر ملکی زبان(Second Language) سیکھنے کی خصوصی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمیق نظری سے مطالعہ کیا ہے اور جدید دور میں خصوصی طور پر تدریس سے متعلقہ امور کی سمجھ بوجھ کے لیے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔متون کسی بھی زبان کا مجموعہ ہو سکتے ہیں اور یہ ماہرین لسانیات کی سوچ اور دلچسپی کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ ہر ماہر اپنی سوچ کے مطابق ان کی درجہ بندی کر سکتا ہے۔وہ ماہر لسانیات جن کی دلچسپی ادبی تراکیب،کردار نگاری،شاعری اور صنائع بدائع کے استعمال میں ہے وہ اسے ادبی متون کی صف میں رکھ سکتے ہیں۔لیکن متون لوگوں کی باہمی گفتگو اور تحریر پر بھی مشتمل ہوتے ہیں جو وہ روزمرہ امور کے حوالے سے کہتے یا تحریر کرتے ہیں۔گویا گفتگو یا تحریر کئی شکلوں میں ہمارے سامنے آتی ہے اور اس گفتگو کی نوعیت کے مطابق ہم اس کی صنف کی درجہ بندی کرتے ہیں۔

گویا کلام(Discourse) کے مباحث زبان کے علاوہ دوسرے سماجی علوم لسانیات،عمرانیات، ابلاغیات،ادب و تاریخ میں بھی اہمیت اختیار کر گئے اور آج سماجی لسانیات علم اللسان کی اہم ترین شاخ ہے جو ڈسکورس(Discourse) کے تجزیے اور مطالعہ میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔اس اصطلاح کا مخصوص معانی میں ابتداً باقاعدہ استعمال فرانس میں بینونستے(Benveniste) نے ۱۹۶۶ میں شروع کیا(۲)۔اس کے بعد جدید ماہرین لسانیات،فلسفیوں اور سماجی علوم کے ماہرین نے اس میں اپنے خیال کے مطابق توضیح کی۔ڈاکٹر علمدار حسین بخاری لکھتے ہیں:

"اگرچہ ڈسکورس(Discourse) کے لیے بعض اردو مصنفین نے مخاطبہ کی اصطلاح وضع کی ہے مگر ماہرین لغت نے شاذ ہی یہ لفظ ان معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اس کے لغوی مطالب میں کلام ایک ایسا لفظ ہے جو ہمارے ہاں مختلف معانی میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ان کے بقول کلام کے مفہوم میں تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں اس لیے اسے ڈسکورس(Discourse) کے متبادل اصطلاح کے طور پر قبول کر لیا جائے۔"(۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ بات پیش نظر رہے کہ اردو زبان و ادب میں ڈسکورس(Discourse) کے لیے مَحضَر کی اصطلاح سب سے پہلے ڈاکٹر عطش درانی نے استعمال کی۔(۴) شوکت صدیقی کے ناول "جانگلوس" کا تجزیاتی جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے ناول میں استعمال ہونے والی زبان، لہجوں اور مختف انداز پر سیر حاصل گفتگو کی ہے(۵)۔ان کے علاوہ محمد دین جوہر مدیر سہ ماہی" جی" نے اپنے مقالہ " عصر حاضر میں حق مرکز علم اور عمل کا تناظر"میں ڈسکورس(Discourse) کے لیے" گفتمان" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔(۶)

بہر حال ماہرین نے اپنے اپنے خیال کے مطابق کلام/ ڈسکورس(Discourse) کی تعریفیں متعین کی ہیں۔ان تعریفوں سے جو مجموعی صورت حال سامنے آتی ہے اس کے مطابق کلام/ڈسکورس/مَحضَر یا گفتمان کی تعریف یوں ہے:

"محضری تجزیہ یا متنی لسانیات(Discourse Analysis) متون کی خصوصیات کی لسانی اور نفسیاتی تحقیق ہے۔اس میں سماجی تناظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے زبان کے استعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جیسے گفتگو، کہانی، تقریر یا مختلف مقاصد کے لیے لکھی ہوئی تحریر۔"

فو کالٹ(Foucault) نے غالباً ڈسکورس کی بہترین تعریف کی ہے:

Systems of thoughts composed of ideas, attitudes, and courses of action, beliefs and practices that systematically construct the subjects and the worlds of which they speak (۷)

گویا ڈسکورس کو فو کالٹ نے خیالات کا ایسا نظام قرار دیا ہے جو تصورات، رویوں، عمل، عقائد اور ان کی عملی مشق پر ترتیب دیا گیا ہو جو موضوع کو اور جس ماحول میں وہ بولے گئے ہوں، نظم و ترتیب سے تعمیر کرتا ہو۔ڈسکورس(Discourse) ایک فقرے سے زیادہ اور روزمرہ کی زبان پر مبنی متن جو تحریری اور گفتگو دونوں انداز میں ہو، مکمل وحدت ہو اور کسی متکلم کی مسلسل ادائگیوں پر مشتمل ہو اور سامع اور ناظر یا مصنف اور قاری کے درمیان توجہ اور باہمی اشتراک عمل پیدا کرے۔

ڈسکورس ایسی قسم ہے جو ترسیل کے مختلف عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔یوں کہ لیں کہ یہ ڈسکورس ہی ہے جو براہ راست ہماری رسائی میں ہوتا ہے کیونکہ کوئی کہانی، تقریر، گفتگو، تذکرہ، خطبہ یا بیان ہم بذریعہ ڈسکورس سیکھتے ہیں۔ڈسکورس کے عناصر اس کہانی یا بیان کے متعلق ہمارے تصور کو طے کرتے ہیں کہ دراصل ہوا کیا ہے؟ ڈسکورس کا تجزیہ ان بنیادی سوالات پر مشتمل ہے کہ کہانی یا بیان کیا ہے؟ اس میں کیا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے؟ بیان کا نداز کیا ہے؟ کردار کے خیالات کی ترسیل کیسے کی گئی ہے؟ وقائع نگاری کیسے کی گئی ہے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلوب کیسا استعمال ہوا ہے،؟ کیونکہ ڈسکورس کے عناصر کے تجزیے سے ہی قاری متعلقہ مواد، کہانی یا خطبہ کے متعلق اظہار خیال کرسکتا ہے۔ڈاکٹر عطش درانی" پاکستانی اردو کا نمونہ" میں لکھتے ہیں:

''صحافتی کالموں ،سفر ناموں، انشائی ادب اور خاص طور پر افسانوں اور ناولوں کی دنیا میں پاکستانی ادب کا لب ولہجہ اکثر اہل قلم کے ہاں بکھرا ہوا ملتا ہے۔اس کے نثری محضر کا تجزیہ ہم تین طرح سے کر سکتے ہیں۔اول: علاقائی تغیرات، دوم: سماجی تغیرات، سوم: ذاتی تغیرات۔ جہاں تک علاقائی تغیرات کا تعلق ہے، وہ کسی بھی زبان کے جغرافیائی سفر میں لازم ٹھہرتے ہیں۔زبان میں اس قسم کے موڑ آتے ہیں۔ پاکستانی اردو بھی ایسی راہوں کی ایک منزل ہے۔۔۔اردو نثر میں خاص طور پر انشائی ادب، سفر ناموں ،افسانوں ،ڈراموں اور ناولوں میں تینوں تغیرات کا مطالعہ واضح انداز میں کیا جاسکتا ہے۔''(۸)

ڈسکورس کو عام جماعت بندی کے لحاظ سے چار اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ تفصیل، توضیحی: اس قسم کے ڈسکورس کا مقصد سامعین کو زیر بحث موضوع سے واقف کرانا ہوتا ہے۔مختلف تصورات وعقائد کی تعریفات اور تقابلی جائزہ توضیحی ڈسکورس کی مثالیں ہیں۔

۲۔ حکائتی یا بیانیہ انداز: اس قسم کے ڈسکورس میں گفتگو کے لیے کہانی، لوک داستانیں، یا ڈراموں سے مدد لی جاتی ہے۔سٹیج ڈرامے، کہانیاں اور لوک داستانیں اس کی مثال ہیں۔

۳۔ تذکرہ یا روداد: اس قسم کا ڈسکورس تذکروں اور سرگذشت پر مشتمل ہوتا ہے۔

۴۔ استدلالی: وہ تحریریں جو دلائل سے کسی مسئلہ کو حل کریں یا کسی بات کی حل کے لیے ثبوت مانگیں۔

محضری مطالعہ (Discourse study) سماجی مظہر کے طور پر استعمال ہوتا ہے لہٰذا ایک گفتگو کرنے والے سے دوسرے کی طرف جاتا ہے۔بڑا مسئلہ محقق کے لیے ہے جس نے اپنی تحقیق کو مثالوں سے ثابت کرنا ہوتا ہے اور تجزیہ کار محض چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہے جو سماجی حوالے سے اہم ہوتی ہیں ،انفرادی سطح پر نہیں۔بہر حال محضر کا تجزیہ کار اپنے تجزیے کے لیے تحریری متن یا ٹیپ ریکارڈ کا سہارا لیتا ہے اور یہ واحد جملے میں نہیں ہوتا۔تاہم کلام (Discourse) یا محضری تجزیہ کار تین امور سامنے رکھتا ہے۔اول ساختیات، دوم سماجیات اور سوم لسانیات۔آخر میں تیسری قسم یعنی لسانیات مصنف کے استعمال کیے گئے مختلف اسالیب کے تجزیے میں ہماری مدد کرتی ہے۔

☆☆☆☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ڈاکٹر علمدار حسین بخاری۔کلام/ڈسکورس: تعارف وتجزیہ،مشمولہ تخلیقی ادب،شمارہ ۸۔اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز،اسلام آباد،۲۰۱۱ء

۲۔ ایضاً،ص۳۰۴

۳۔ ایضاً،ص۳۰۹

۴۔ ڈاکٹر عطش درانی۔پاکستانی اردو۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔۲۰۰۸ء،ص۴۱

۵۔ ایضاً،ص۴۱

۶۔ محمد دین جوہر۔عصر حاضر میں حق مرکز علم اور عمل کا تناظر۔لاہور: سہ ماہی رسالہ " جی"۔دسمبر۲۰۱۵ء،۲۱

۷۔ Foucault, M. Politics and the study of discourse. London: Harvester wheats heaf ,p p 53. 72

۸۔ ڈاکٹر عطش درانی۔پاکستانی اردو۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔۲۰۰۸ء،ص۴۱

© rasailojaraid.com